تحفّظِ ماحول اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

ISLAMIC TEACHINGS REGARDING THE ENVIRONMENTAL PROTECTION

بشیر احمد درس *

عبدالحمید آرئیں **

DOI: 10.6084/m9.figshare.3406906
Link: https://dx.doi.org/10.6084/m9.figshare.3406906.v1

ABSTRACT:

Environmental protection is a practice of protecting the natural environment on individual, organizational or governmental levels, for the benefits of both the natural environment and humans. Due to the pressures of population and technology the biophysical environment is being degraded, sometimes permanently.

Now a day's biggest problem of the world is Environmental Protection. In the industrial age by the every bit of time atmosphere of the globe is changing and getting worsening. Scientists and Governments are trying to overcome this problem.

Academic institutions now offer courses, such as environmental studies, environmental engineering, that teach the history and methods of environment protection. But up till now concrete measures has not been taken to save the essential of life like Air, Water, Soil contamination, light, Noise etc.

Islam as being the Natural religion gives the solution of this problem and leads the mankind how he can save and protect the environment from being polluted and live a happy and healthy life.

KEYWORDS: Islam, Environmental, Protection, Natural, Resources

کلیدي الفاظ: اسلام ،ماحولیاتی،،تحفظ قدرتی،وسائل

انسان فطرتاً ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہنے کاعادی ہے۔ انسانی معاشرہ کا آغاز اس وقت ہوا جب حضرت انسان کو زمین پر اتارا گیا۔ رفتہ رفتہ انسان غاروں سے نکل کر شہر آباد کرنے لگے۔ یہ ارتقائی عمل جاری ہے۔ جہاں انسان نے ترقی کی، اپنے لئے سہولیات پیدا کی وہیں کچھ مسائل نے بھی جنم لیا۔ ان مسائل میں سے ایک بڑا مسئلہ ماحولیاتی

* * فیکلٹی ممبر، مہران یونیورسٹی ، شہید ذوالفقار علی بھٹو کیمپس خیر پور میرس. برقی پتا:Bashirdars@muetkhp.edu.pk

* ریسرچ اسکالر، سندھ یونیورسٹی، جامشورو، لیکچرر، اسلامیات، گورنمنٹ سچل آرٹس وکامرس کالج، حیدرآباد برقی پتا:arainhameed@gmail.com

آلودگی کا ہے۔ صنعتی ترقی، بڑھتی ہوئی آبادی غلط منصوبہ بندی کے نتیجہ میں ماحولیاتی آلودگی بہت بڑھ گئی اور آج ہر فورم سے تحفظِ ماحول کی آواز اٹھ رہی ہے۔ مختلف سوچ و عقائد کے لوگ اپنے اپنے طریقے سے اس مسئلے کا حل نکال رہے ہیں۔ دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور اس مضمون میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلام جہاں زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی کرتا ہے وہیں اسلام ہمیں تحفظِ ماحول کی ہدایات بھی دیتا ہے۔

قرآن و حدیث میں ماحول کی افادیت و اہمیت کے بارے میں کئی ہدایات بیان کی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں احکامات والی آیات کی بہ نسبت فطرت اور فطری مظاہر والی آیات زیادہ نازل فرمائی ہیں۔ اس لیے اہل ایمان کے لیے ضروری ہے کہ احکامات کے ساتھ ساتھ فطرت کا مطالعہ کرتے ہوئے ان آیات پر بھی عمل کریں۔ اسلامی تعلیمات کے ذریعے بالخصوص قدرتی وسائل کا استعمال اور ان کا تحفظ، وسائل کا مناسب استعمال، ان میں اسراف سے پرہیز وغیرہ۔ انہیں تعلیمات کی بدولت اسلامی تمدّن میں آلودگی سے پاک ماحول کو پروان چڑھایا گیا ہے۔

انسان دنیا میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ (نائب) کی حیثیت سے پیدا ہوا ہے۔ اور خلیفہ یا نائب کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے مالک و آقا کی طرف سے دی گئی تمام اشیاء کی حفاظت و صحیح استعمال کرے۔ خلیفہ کے لیے لازمی ہے کہ وہ خدائی احکامات کی پابندی کرے اور حتی المقدور اپنے اردگرد ماحول کی بقا کے لیے کوشاں رہے۔ یعنی اسلام کے مطابق ہر انسان فطرت کا امین ہے۔ اور اگر حضرتِ انسان اس فطری ماحول کے تحفظ و بقا کی جانب سے بے پرواہو جاتا ہے تو وہ اپنی اس امانت میں خیانت کا مرتکب ہو گا، جو اسے اللہ کی جانب سے حاصل ہوتی ہے۔

قرآن میں ارشادِ ربانی ہے:

"کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اس نے وہ سب کچھ، تمھارے لیے مسخّر کر رکھا ہے جو زمین میں ہے، اور اسی نے کشتی کو قاعدے کا پابند بنایا ہے کہ وہ اسی کے حکم سے سمندر میں چلتی ہے۔"[1]

ماحول کی تباہی اور بربادی کے لیے اس سے زیادہ اور کوئی بات خطرناک نہیں ہوسکتی کہ انسان، فطرت پر اپنے تصرّف کو خدائی ہدایات سے بے نیاز ہو کر استعمال کرے۔ انسان کو بذات خود کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔ اسے جو کچھ اختیارات ملے ہیں، وہ سب اللہ کے عطا کردہ ہیں۔ خواہ یہ اختیار اسے اپنے نفس پر ہو یا اس کائنات پر، کیونکہ وہ ان میں سے کسی کا خالق نہیں ہے۔ اس لیے اس کو خلیفۃ اللہ کی حیثیت سے ہی ان اختیارات کا ذمّہ دارانہ استعمال کرنا چاہیے۔ آج کی ماحولیاتی آلودگی انسان کی اپنی ہی حرکتوں کا نتیجہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:

"خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا ہے لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے۔"[2]

تحفظِ قدرتی وسائل:

اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو پیدا کرنے کے بعد ایک دوسرے کے ساتھ تعاون پر منحصر کر دیا اور اسی طرح دنیا میں اعتدال و توازن برقرار ہے۔ تمام مخلوقات (جاندار اور بے جان) ایک قیمتی اثاثہ ہیں جو اپنے مقصدِ وجود کو پورا کرنے میں مصروف ہے۔ اگر انسان اس میزان اور توازن میں خلل ڈالے، ان قدرتی وسائل کا استحصال کرے، غلط استعمال کرے، یا انھیں برباد کرے، انھیں آلودہ کرے، تو اس کے نتیجہ میں کائناتی توازن و عدل متاثر ہو گا جو کہ خود انسان کے حق میں بہتر نہیں۔ اس لیے ہم سب پر فرض ہو جاتا ہے کہ ہم ان قدرتی وسائل کے تحفظ و بقا کے لیے کوشش کریں، ورنہ ہمیں انتہائی بھیانک حالات کا سامنا کرنا ہو گا۔ فطرت سے جنگ میں شکست لازماً انسان ہی کی ہو گی۔

پانی:

اللہ نے پانی کو زندگی کی بنیاد بتایا ہے۔ بلکہ تمام جان دار اپنے وجود کے لیے پانی پر انحصار کرتے ہیں۔ قرآن کی متعدد آیات اس نعمتِ خداوندی اور اس کی اہمیت کے بارے میں بحث کرتی ہیں [۳]۔ پانی کے بے شمار حیاتی پہلوؤں کے علاوہ اس کی سماجی اور مذہبی حیثیت بھی مسلّم ہے۔ پانی طہارت کے لیے بھی ناگزیر ہے۔ اور کوئی بھی بدنی عبادت جسم اور کپڑوں کی پاکی کے بغیر ادا نہیں کی جا سکتی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا

"اور ہم نے ہی آسمان سے صاف ستھرا پانی اتارا ہے"۔[۴]

دوسری جگہ ارشادِ ربانی ہے کہ:

"اور تم پر آسمان سے پانی برسا دیا تاکہ تم کو اس سے (نہلا کر) پاک کر دے اور شیطانی نجاست کو تم سے دور کر دے"[۵]۔

زمین پر موجود پانی کا صرف تین فیصد حصہ ہی قابل استعمال ہے باقی ۹۷ فیصد سمندر کی شکل میں نمکین ہے[۶] جو کہ عام طور پر قابل استعمال نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس تین فیصد قابل استعمال پانی کی حفاظت کا بندوبست بھی کیا تاکہ عام مخلوقات اسے استعمال کر سکے:

وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا

"اور وہی تو ہے جس نے دو سمندروں کو ملا رکھا ہے جن میں سے ایک کا پانی لذیذ و شیریں ہے اور دوسرے کا کھارا اور کڑوا۔ پھر ان کے درمیان ایک پردہ اور سخت روک کھڑی کر دی ہے"[۷]۔

اللہ تعالیٰ نے میٹھے پانی کا ذخیرہ ہمارے لیے محفوظ کر دیا، اب ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس کی حفاظت کریں، اسے آلودہ ہونے سے بچائیں۔

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

"نبی اکرم ﷺ نے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے منع کیا ہے"[۸]۔

نہ صرف پانی کے ذخیرہ کو محفوظ رکھیں بلکہ گھر میں موجود پانی سے بھرے برتن وغیرہ کے استعمال میں بھی احتیاط برتنی چاہیے اور انھیں آلودہ نہ ہونے دیں۔

اُبوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو اپنا ہاتھ تین مرتبہ دھونے سے پہلے پانی کے برتن میں نہ ڈالے"[۹]۔

اُبوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

"نبی ﷺ نے مشک کے منہ سے پانی پینے سے منع فرمایا ہے"[۱۰]۔

مندرجہ بالا حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام نے انفرادی اور اجتماعی طور پر پانی کی حفاظت کا کس طرح سے انتظام کیا ہے۔ اسلام نہ صرف پانی کو محفوظ اور صاف رکھنے کی تعلیم دیتا ہے بلکہ اس کے بے جا استعمال، ضرورت سے زیادہ ضیاع سے بھی منع کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ البقرہ میں ارشاد فرمایا:

وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ

"اور کھاؤ پیو اور بے جا خرچ نہ کرو۔ اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا"[۱۱]۔

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"رسول اللہ ﷺ سعد رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے۔ وہ وضو کر رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا یہ کیا اسراف ہے! سعد نے عرض کیا وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے؟ (حالانکہ یہ ایک نیک کام میں خرچ کرنا ہے) فرمایا جی! اگرچہ تم جاری نہر پر (وضو کر رہے ہو)"[۱۲]۔

انسانی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے اسلام ہمیں تعلیم دے رہا ہے کہ پانی کی حفاظت کی جائے کیونکہ یہ ہم سب کی مشترکہ ضرورت ہے، اس پہ تمام مخلوقات کا حق ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے کہ:

"اور ان کو آگاہ کر دو کہ ان میں پانی کی باری مقرر کر دی گئی ہے۔ ہر (باری والے کو اپنی) اپنی باری پر آنا چاہیے"[۱۳]۔

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"تین چیزیں مسلمانوں میں مشترکہ ہیں، پانی، چراگاہ اور آگ"[۱۴]۔

اُبوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ضرورت سے زیادہ جو پانی ہو وہ اس لئے نہ روکا جائے کہ جو ضرورت سے زیادہ گھاس ہو وہ بھی رکی رہے"[۱۵]۔

دوسری جگہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین آدمیوں کی طرف نہ دیکھے گا، اور نہ انہیں پاک کرے گا، اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے، اول وہ شخص جس کے پاس ضرورت سے زائد پانی راستہ میں ہو اور اس کو مسافر کو نہ دے"[۱۶]۔

یعنی اسلامی تعلیمات کے مطابق ہر وہ عمل جو اس شے کے حیاتی اور سماجی کاموں میں رکاوٹ ڈالے، یا اسے ناقابلِ استعمال بنائے، مثلاً اس کو برباد کرے یا آلودہ کرے۔ ایسے تمام اعمال حیات (زندگی) کو تباہ کرنے والے تصور کیے جائیں گے۔ فقہ کا یہ مشہور قاعدہ ہے کہ "حرام کی طرف لے جانے والے ذرائع بھی حرام ہوتے ہیں"[۱۷]۔ اسلامی تعلیمات کا مطالعہ یہ واضح کرتا ہے کہ کس طرح سے ایک قیمتی قدرتی وسیلے کو محفوظ اور لمبے وقت تک استعمال کیا جا سکتا ہے۔

ہوا:

زندگی کا دارومدار ہوا پر ہے۔ جس کے بغیر چند منٹ بھی زندہ نہیں رہا جا سکتا۔ اس کے علاوہ بھی دیگر ضروری کاموں کے لیے ہوا لازمی ہے۔ مثلاً نباتات میں بارآوری کا عمل، بارش، بادلوں کی مختلف حصوں میں منتقلی وغیرہ۔ قرآن اس طرح کے کئی اعمال کو خدائی عطیہ قرار دیتا ہے[۱۸]۔

ہوائی آلودگی اس وقت دنیا کے بڑے مسائل میں سے ہے۔ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کی رپورٹ کے مطابق دنیا میں سالانہ ستر لاکھ لوگ اسی وجہ سے موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں[۱۹]۔ ہوا چونکہ حیات کی بقا کا انتہائی اہم فریضہ انجام دیتی ہے، لہٰذا اس کی حفاظت آپ سے آپ لازم ہو جاتی ہے۔ یہ اسلامی قوانین کی اہم غرض ہے۔ اس طرح سے وہ تمام افعال جو ہوا کو آلودہ کریں اور آخر کار جان داروں پر اثر انداز ہوں، ممنوع قرار پاتے ہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ

"اپنی جانوں کو ہلاکت میں مت ڈالو"[۲۰]۔

اسلام میں درخت لگانے اور ان کی حفاظت پر خصوصی زور دیا گیا ہے۔ یہ سبزہ ہی ہے جس سے فضائی آلودگی پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ درخت لگانے کے احکامات آگے نباتات کے عنوان کے تحت آرہے ہیں۔

مٹّی:

زمین جان داروں کی بقا میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔ قرآن میں کہا گیا کہ زمین جان داروں کے قیام کا ذریعہ ہے [۲۱]۔ انسان کی تخلیق بھی اولاً مٹّی سے ہوئی [۲۲]۔ زمین میں پائی جانے والی معدنیات، انسانوں، نباتات اور دیگر جان داروں کی زندگی کی بقا کے لیے ضروری ہوتے ہیں۔ اکثر جان دار بشمول انسان اپنی غذا زمین سے حاصل کرتے ہیں [۲۳]۔ علاوہ ازیں زمین پہاڑوں، دریاؤں اور سمندر کا مسکن ہے، جو تمام کے تمام جان داروں کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں [۲۴]۔ قرآن ہمیں بار بار زمین کی پیداوار اور اس سے حاصل ہونے والے پھلوں کو انسانوں کے لیے استفادے کی یاد، دلاتا ہے [۲۵]۔

اگر ہم واقعتاً اللہ کے شکر گزار بننا چاہتے ہیں تو ہم پر لازم ہو گا کہ ہم زمین کی زرخیزی کو برقرار رکھیں اور اس کو ہر طرح کے نقصان سے بچائیں۔ ہمیں اپنی ضروریات، مثلاً مکان، زراعت، جنگلات اور کان کنی کے ایسے طریقے اپنانے چاہییں جو نہ صرف حال بلکہ مستقبل میں بھی کسی نقصان کا باعث نہ بنیں۔ اس طرح کے مفید ترین وسیلے کو تباہ کرنا یا اسے خراب کرنا یقیناً حرام ہو گا۔

نباتات:

زمین پر انسانی زندگی کی بقاء کے لیے نباتات کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ زمین کے ایک مخصوص حصہ پر جنگلات کا ہونا لازمی ہے۔ درخت جہاں ہمارے لیے صاف و تازہ ہوا مہیا کرتے ہیں وہیں وہ پانی کی حفاظت کا ذریعہ بھی ہیں۔ درخت زمین کے کٹاؤ کو روکتے ہیں۔ بہت سارے نباتات کی طبّی اہمیت بھی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ انسان انھیں اپنی معاشی و دیگر ضروریات کی تکمیل میں استعمال کرتا ہے۔

قرآن نباتات کی اہمیت و خاصیت کا احساس دلاتے ہوئے ہمیں اس طرح دعوت غور و فکر دیتا ہے:

> "پھر ذرا انسان اپنے آپ کو دیکھے۔ ہم نے ہی اوپر سے پانی برسایا، پھر زمین کو عجیب طرح سے پھاڑا، پھر اس کے اندر اُگائے غلّے اور انگور اور ترکاریاں اور زیتون اور کھجور اور گھنے باغ اور طرح طرح کے پھل اور چارے تمھارے مویشیوں کے لیے سامان زندگی کے طور پر" [۲۶]۔

خلیفۃ الارض کی حیثیت سے نباتات کی حفاظت ہم پر لازم ہو جاتی ہے کیونکہ کرہِ ارض پر زندگی کے لیے نباتات کی پیداوار، تحفّظ اور بقا ایک امرِ ضروری ہے۔ مسلمانوں کو اس بات کی تاکید کی گئی کہ وہ درختوں کے پھل ضرور کھائیں مگر اس کی شاخوں کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائیں۔ اسلام تعلیم دیتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ درخت لگائے جائیں، اس طرف راغب کرنے کے لیے نبی اکرم ﷺ نے صدقے کے ثواب کی بشارت سنائی ہے۔

انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"مسلمان جو بھی میوہ دار درخت لگاتا ہے یا کھیتی کرتا ہے اور اس سے پرندے، آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں اس کا ثواب اس کو ملتا ہے"[۲۷]۔

جامع ترمذی میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو مسلمان درخت لگائے یا کھیتی باڑی کرے پھر اس سے انسان پرندے یا جانور کھائیں تو اسے صدقے کا ثواب ملتا ہے"[۲۸]۔

اللہ کے رسول محمد ﷺ کی تعلیمات میں درختوں کو کاٹنے کی واضح ممانعت آئی ہے۔ یہاں تک کہ حالت جنگ میں بھی درخت کاٹنے سے منع کیا گیا ہے تاآنکہ وہ دشمن کے لیے فائدہ مند نہ ہو جائیں۔ اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان فوجوں کو اس بات کی ہدایت تھی کہ وہ شہروں اور فصلوں کو برباد نہ کریں[۲۹]۔

درختوں کی اہمیت کا اندازہ اس حکم سے لگایا جاسکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے پھل دار درختوں کو پتھر مارنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ رافع بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

> "میں انصار کے کھجوروں کے درختوں پر پتھر مار رہا تھا کہ وہ مجھے پکڑ کر نبی اکرم ﷺ کے پاس لے گئے آپ ﷺ نے فرمایا رافع کیوں ان کے کھجور کے درختوں کو پتھر مار رہے تھے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بھوک کی وجہ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا پتھر نہ مارو جو گری ہوئی ہوں وہ کھالیا کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں سیر کرے اور آسودہ کرے"[۳۰]۔

درختوں کے بلاوجہ کاٹنے پر سخت دعید سنائی بلکہ اسے کافروں کا عمل بتایا ہے۔ جیسا کہ ابو قتادہ بن ربیع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

> "رسول کریم ﷺ کے سامنے سے ایک جنازہ نکلا۔ آپ ﷺ نے فرمایا (یہ جنازہ) آرام والا ہے یا آرام دینے والا ہے۔ صحابہ نے فرمایا اس کا کیا مطلب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا مسلمان بندہ جب فوت ہوتا ہے تو دنیا کی تکالیف اور صدمات سے وہ چھوٹ کر آرام حاصل کرتا ہے

اور جس وقت کافر آدمی مرتا ہے تو اس سے انسان (وجنات) بستیاں اور درخت اور جانور آرام حاصل کرتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ بندوں کو ستایا کرتا تھا اور وہ درختوں کو کاٹتا تھا اور ناحق جانوروں کو مارتا تھا"[۲۱]۔

ایک دوسری روایت میں عبد اللہ بن حبشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"جس نے بیری کا درخت (کیونکہ اس کے سائے میں مسافر اور جانور آرام کرتے ہیں) کاٹا اس نے اپنا سر آگ میں ڈال دیا"[۲۲]۔

انسانی ترقی کی وجہ سے جنگلات تیزی سے ختم ہو رہے ہیں یہ مسئلہ اب انتہائی تشویش ناک صورت اختیار کر چکا ہے۔ پوری دنیا میں مختلف تنظیمیں جنگلات کے بڑھانے اور ان کی حفاظت کے لیے کام کر رہی ہیں۔ یہ وہی کام ہے جس کی ابتداء اسلام نے چودہ سو سال پہلے کی تھی۔ مگر افسوس کہ آج کا انسان ترقی کے زعم میں اپنی ہی جان کا دشمن بن بیٹھا اور اسے احساس تک بھی نہ ہوا۔ اب بھی وقت ہے کہ ہم اسلامی تعلیمات کی طرف لوٹ آئیں اور اپنی دنیا و آخرت کو سنواریں۔

حیوانات:

اسلام ہمیں جس ماحول کی حفاظت کا حکم دیتا ہے جانور اُسی ماحول کا اہم حصہ ہیں۔ حیوانات نہ صرف انسانوں بلکہ نباتات کے لیے بھی کئی طریقوں سے کار آمد ثابت ہوتے ہیں۔ ان سے زمین کی زرخیزی میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ انسان حیوانات سے غذا، اون، چمڑا اور دودھ حاصل کرتا ہے۔ یہ دواؤں کے کام بھی آتے ہیں۔ علاوہ ازیں جان داروں سے انسان باربرداری کا کام بھی لیتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی کئی فوائد کی طرف قرآن اشارہ کرتا ہے۔ (الحج ۲۲ :۱۸، بنی اسرائیل ۱۷ :۴۴)۔ جانوروں کی فلاح و بہبود کے لیے اسلام نے قانون سازی کی ہے۔ ہر دور کے بارے میں عمومی اصول یہ ہے کہ "تم اہل زمین پر رحم کرو تم پر رحم کیا جائے گا"[۲۳]۔

ابنِ عمر رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب ہوا کہ اس نے بلی کو پکڑ رکھا تھا، یہاں تک کہ وہ بھوک سے مر گئی یہ عورت نہ اسے کھانے کو خود کچھ دیتی اور نہ اسے چھوڑتی کہ حشرات الارض سے اپنی غذا حاصل کر لیتی"[۲۴]۔

جانوروں کو اذیت دینا ان کے بچوں کو تفریح کی غرض سے پکڑنا اور لطف اندوز ہونا اسلام اس قسم کی تفریح سے قطعاً منع کرتا ہے۔

عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

"ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے آپ ﷺ قضاء حاجت کے لئے تشریف لے گئے ہم نے ایک چڑیا دیکھی جس کے دو بچے تھے ہم نے اس کے بچوں کو پکڑ لیا تو چڑیا زمین پر گر کر پر بچھانے لگی اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا اس کا بچہ پکڑ کر کس نے اس کو بے قرار کیا؟ اس کا بچہ اس کو دیدو اور آپ ﷺ نے چیونٹیوں کا ایک سوراخ دیکھا جس کو ہم نے جلا دیا تھا آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کس نے جلایا؟ ہم نے کہا ہم نے جلایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کسی کے لئے یہ بات مناسب نہیں کہ وہ آگ سے تکلیف پہنچائے سوائے آگ کے پیدا کرنے والے کے "[۳۵]۔

غرض کہ جانوروں کو کسی بھی قسم سے تکلیف پہنچانا منع ہے یہاں تک کہ انھیں برا بھلا بھی نہیں کہا جاسکتا، جیسا کہ درج ذیل روایت سے واضح ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مرغ کو برا مت کہو کیونکہ وہ نماز کیلئے جگاتا ہے "[۳۶]۔

محدثین لکھتے ہیں کہ اس حکم کا اطلاق عام جانوروں پر بھی ہوتا ہے۔لہٰذا عام جانوروں کو بھی برا بھلا نہیں کہنا چاہیے[۳۷]۔

قربانی یعنی جانور کو اللہ کے نام پر ذبح کرنے کا بہت مقام اور اجر وثواب ہے مگر قربانی کے وقت کے لیے بھی احکامات ہیں کہ چھری خوب تیز ہو، ایک جانور کے سامنے دوسرے جانور کو ذبح نہ کرو، حلقوم پورا کاٹو تا کہ آسانی سے جان نکل جائے کہ اس سے جانور کو تکلیف کم ہوتی ہے[۳۸]۔

شوقیہ طور پر جانوروں کا شکار کرنا، ان کا خون بہانا، انھیں تکلیف پہنچانا اسلام میں سخت منع ہے۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو جاندار کو باندھ کر نشانہ بنائے "[۳۹]۔

عبد الرحمن بن عثمان سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ ﷺ سے مینڈک کو دوا میں ڈالنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے اسے مینڈک کے قتل کرنے سے منع کر دیا"[۴۰]۔

عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص چڑیا یا اس سے بڑے جانور کو ناحق قتل کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کے قتل کے متعلق باز پرس فرمائیں گے، عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ اس کا حق کیا ہے؟ فرمایا اس کا حق یہ ہے کہ اسے ذبح کرے اور پھر کھالے لیکن ایسا

نہ کرے کہ سر جدا کر کے پھینک دے"[۴۱]۔

ان روایت کے تحت عام طور پر جو لوگ ائیر گن سے شوقیہ کوا، چڑیا وغیرہ کو نشانہ بناتے ہیں انھیں متنبہ ہونا چاہیے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"نبی ﷺ نے چار جانوروں کے قتل کرنے سے منع فرمایا چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد، اور چڑیا"[۴۲]۔

آواز کی آلودگی:

شہروں میں رہنے والی آبادی کے لیے آواز کی آلودگی بہت زیادہ پریشانی کا سبب بنتی ہے۔ آواز کے شور کی وجہ سے نہ تو آرام کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی توجہ سے کوئی کام۔ مریضوں کے لیے بلند آواز شدید تکلیف کا باعث بنتی ہے۔ اسلام بلند آواز کو سختی سے ناپسند کرتا ہے۔ قرآن اس کو گدھے کی آواز سے تشبیہہ دیتا ہے[۴۳]۔ اسلام آواز کے معاملے میں بھی اعتدال کا نظریہ دیتا ہے۔ آواز نہ بہت زیادہ بلند ہو اور نہ ہی اتنی دھیمی کہ سنائی نہ دے۔

ارشادِ ربانی ہے:

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا

"اور آپ اپنی نماز نہ زیادہ بلند آواز سے پڑھئے نہ بالکل پست آواز سے بلکہ ان کے درمیان اوسط درجہ کا لہجہ اختیار کیجئے"[۴۴]۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ آواز کی پستائی کو تقویٰ کی نشانی کے طور پر بتاتے ہیں:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ

"جو لوگ اللہ کے رسول کے حضور اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لئے جانچ لیا ہے۔ ان کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے"[۴۵]۔

جبکہ شور مچانا، سیٹیاں بجانا اسلام میں ناپسندیدہ عمل ہے، قرآن اسے کفار و مشرکین کی حرکات بتلاتا ہے:

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً

"بیت اللہ میں ان لوگوں کی نماز بس یہی ہوتی کہ وہ سیٹیاں بجاتے اور تالیاں پیٹتے تھے"[۴۶]۔

پیغمبرِ اسلام محمد ﷺ نے آوازوں کو بلند کرنے سے منع فرمایا۔ عمر رضی اللہ عنہ رات کے وقت نماز میں بلند آواز سے تلاوت کر رہے تھے، جب نبی اکرم ﷺ نے سنا تو فرمایا کہ:

"اے عمر تم اپنی آواز تھوڑی پست کرو"۔[۴۷]

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

"ہم سفر کر رہے تھے تو ایک شخص نے بلند آواز میں پکار کر کہالا الہ الا اللہ واللہ اکبر، رسول اللہ ﷺ

نے کہا (اپنی آواز دھیمی رکھو) تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے ہو"[۴۸]۔

اسلامی عبادات کا بغور جائزہ لیا جائے تو محسوس ہو گا کہ ان میں بھی اس کا خیال رکھا گیا ہے کہ آواز بہت زیادہ بلند نہ ہو، مثلاً نمازیں، دن کی نمازیں سّری ہوتی ہیں کیونکہ یہ ایسا وقت ہو تا ہے جب دیگر ذرائع سے شور پیدا ہو رہا ہو تا ہے۔ مغرب، عشاء اور فجر میں قرأت جہری ہوتی ہے کیونکہ اس وقت شور کم ہو تا ہے۔ اس میں بھی آواز معتدل رکھی جاتی ہے۔ اسی طرح سے دعا اور ذکر کا بھی معاملہ ہے۔

اسلام میں آواز کی آلودگی سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں لوگوں سے اچھی بات کہنے کا حکم دیا یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اچھی بات ہمیشہ نرمی اور شگفتگی سے ہی کی جاتی ہے۔ "نبی ﷺ نے مساجد میں آوازیں بلند کرنے سے منع فرمایا"[۴۹]۔ "گالی گلوچ اور برے ناموں سے پکانے سے منع کیا گیا ہے"[۵۰]۔

ان تمام حوالوں سے یہ صاف واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام ماحول میں خاموشی اور سکون چاہتا ہے تاکہ ہر انسان اپنی مرضی سے زندگی گزار سکے، عبادات کر سکے، آرام کر سکے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جنت کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

" جہاں کوئی بیہودہ بات نہیں سنیں گے "[۵۱]۔

دوسرے مقام پر فرمان عالی شان ہے کہ:

"وہ بس (ایک دوسرے کو) سلام، ہی کہا کریں گے "[۵۲]۔

قدرتی وسائل کے استعمال کے بارے میں اسلامی نقطۂ نظر

اسلامی تعلیمات انسان کو آسانی سے حاصل ہونے والے بیشتر قدرتی وسائل مثلاً ہوا، پانی، زمین اور جنگلات وغیرہ میں بھی بے جا خرچ کو پسند نہیں کرتی ہیں۔ اسی طرح یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام کا مزاج نایاب اور کم یاب قدرتی وسائل (دھاتیں اور جان دار وغیرہ) کے بارے میں کیا ہو گا۔ ان کمیاب قدرتی وسائل کے استحصال کی کسی بھی قیمت پر اجازت نہیں ہو گی۔

خاتمۃ البحث:

حضرت انسان اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے ماحول کو تیزی کے ساتھ تنزلی کی طرف لارہا ہے۔ اسلام نے ماحولیاتی آلودگی کے مسائل پر قابو پانے کے لیے بہت آسان اور فطرت کے قریب ترین حل بتائے ہیں۔ اگر ان اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوا جائے تو وہ وقت دور نہیں جب ہم آلودگی جیسے سنگین مسائل کو حل کر سکیں

گے۔ آج جس طرح سے کائنات کا ماحولیاتی توازن بگڑ رہا ہے فضائی اور زمینی آلودگی کے بڑھنے سے زمین کا درجۂ حرارت بڑھ رہا ہے۔ جنگلات کی کمی واقع ہونے، پٹرول، بجلی اور ایٹمی توانائی کے بے جا استعمال سے کاربن ڈائی آکسائیڈ، نائٹروجن اور آکسیجن کا توازن بگڑ رہا ہے۔ گرین ہاؤس ایفکٹ (Green House Effect) سے قطبین پر جمی برف پگھلنے لگی ہے جو سطح سمندر میں بلندی کا سبب ہے۔ جس کے نتیجے میں کئی ساحلی شہر، ملک اور آبادیوں کا وجود ہی خطرے میں پڑ چکا ہے۔ بلا شبہ یہ انسانوں کی اپنے ہاتھوں کی کمائی اور وبال ہے جو خدا اور اس کے بندوں سے بے نیاز ہو کر محض اپنے مفادات اور خواہشات کی تسکین کا نتیجہ ہے جس سے دنیا کو فساد کا سامنا ہے۔

ان حالات میں مسلمان جو دنیا کی آبادی کا ایک بڑا حصہ ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے نائب ہونے کی حیثیت سے ان کا فرض ہے کہ ماحول اور قدرتی وسائل کے تحفظ کے لیے نہ صرف یہ کہ اپنا کردار ادا کریں بلکہ ماحولیات سے متعلق اسلام کی تعلیمات کو بڑے پیمانے پر عام کریں۔

مراجع و حواشی

[1] سورہ الطلاق ۶۵ :۲۲

[2] سورہ حم السجدہ ۴۱ :۳۰

[3] سورہ الحجر ۱۹: ۱۵، النور ۴۱: ۲۴، طٰہٰ ۲۰ : ۵۳

[4] سورہ الفرقان ۲۵: ۴۸

[5] سورہ الانفال ۸: ۱۱

[6] U.N. Environmental protection agency report, URL: http//www3.epa.gov/safewater

[7] سورہ الفرقان ۲۵: ۵۳

[8] مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری: الجامع الصحیح مسلم، دار السلام للنشر والتوضیح، الریاض، الطبعہ الاولیٰ ۱۹۹۹، کتاب الطہارت، باب النھی عن البول فی الماء الراکد، ح۔ ۲۸۱، ص۔ ۱۳۲

[9] مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری: الجامع الصحیح مسلم، دار السلام للنشر والتوضیح، الریاض، الطبعہ الاولیٰ ۱۹۹۹، کتاب الوضوء، باب کراہۃ غمس المتواضی وغیرہ یدہ المشکوک فی نجاستھا فی الاناء قبل غسلھا ثلاثا، ح۔۲۷۸، ص۔ ۱۳۱

[10] بخاری محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ، الجامع الصحیح بخاری، دار السلام للنشر والتوضیح، الریاض، الطبعہ الثانی ۱۹۹۹، کتاب الاشربہ، باب الشرب من فم السقاء، ح۔۵۶۲۷، ص۔۹۹۷

[11] سورہ الاعراف ۷: ۳۱

[12] ابن ماجہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، دار السلام للنشر والتوضیح، الریاض، الطبعہ الاولیٰ ۱۹۹۹، کتاب الطہارۃ وسننھا، باب ماجاء فی القصد فی الوضوء و کراہۃ التعدی فیہ، ح۔ ۴۲۵، ص ۶۲

[13] سورہ القمر ۵۴: ۲۸

[14] ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی: سنن ابو داؤد، دار السلام للنشر والتوضیح، الریاض، الطبعہ الاولیٰ ۱۹۹۹، کتاب البیوع، باب فی منع الماء، ح۔۳۴۷۷، ص۔ ۵۰۲

[15] بخاری محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ، الجامع الصحیح بخاری، دار السلام للنشرح التوضیح، الریاض، الطبعہ الثانی ۱۹۹۹، کتاب الحیل، باب مایکرہ من الاحتیال فی البیوع ولا یمنع فضل الماء لیمنع بہ فضل الکلا، ح۔ ۶۹۶۲، ص۔ ۱۲۰۰

[16] بخاری محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ، الجامع الصحیح بخاری، دار السلام للنشر والتوضیح، الریاض، الطبعہ الثانی ۱۹۹۹، کتابالتوحید، باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى { وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ}، ح۔۷۴۳۶، ص۔۱۲۸۳

[17] ابو بکر الجصاص احمد بن علی الرازی، احکام القرآن، دار احیاء التراث العربی، البیروت، ۱۹۹۷، ج۔۱، ص۔۸۷

[18] سورہ الحجر ۱۵: ۱۹۔۲۳، البقرہ ۲: ۱۶۴، الاعراف ۷: ۵۷

[19] UN Multimedia/۲۲ Mar ۲۰۱۴, www.islam.ru/content

[20] سورہ النساء ۴: ۲۹

[21] سورہ یونس ۱۰ : ۵۵

[22] سورہ طٰہٰ ۲۰ : ۳۰

[23] سورہ الحجر ۱۵: ۱۹۔۲۰

[24] سورہ المرسلٰت ۷۷: ۲۵۔۲۷

[25] سورہ فاطر ۳۶: ۳۳۔۳۵

[26] سورہ عبس ۸۰: ۲۴۔۳۲

[27] بخاری محمد بن اسماعیل ابو عبد اللہ، الجامع الصحیح بخاری، دار السلام للنشر والتوضیح، الریاض، الطبعہ الثانی ۱۹۹۹، کتاب الحرث والمزارعۃ، باب فضل الزرع والغرس اذا اکل منہ، ح۔ ۲۳۲۰، ص۔ ۳۷۲

[28] ترمذی محمد بن عیسیٰ: جامع ترمذی، دار السلام للنشر والتوضیح، الریاض، الطبعہ الاولی ۱۹۹۹، کتاب الاحکام عن الرسول ﷺ، باب ماجاء فی فضل الغرس، ح۔ ۱۳۸۲، ص۔ ۳۳۵

[29] امام مالک، مؤطا امام مالک، کتاب الجہاد، مؤسسۃ زاید بن سلطان آل نہیان، الطبعۃ: الاولی ۱۴۲۵ھ، ج۔ ۳، ص۔ ۶۳۶

[30] ترمذی محمد بن عیسیٰ: جامع ترمذی، دار السلام للنشر حو التوضیح، الریاض، الطبعہ الاولی ۱۹۹۹، کتاب البیوع، باب ماجاء فی الرخصۃ فی اکل الثمرۃ للمار بھا، ح۔ ۱۲۸۸، ص۔ ۳۱۳

[31] نسائی ابو عبد الرحمٰن: سنن نسائی، دار السلام للنشر والتوضیح، الریاض، الطبعہ الاولی ۱۹۹۹، کتاب الجنائز، باب استراحۃ المومن، ح۔ ۱۹۳۲، ص۔ ۲۷۱،

[32] ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی: سنن ابو داؤد، دار السلام للنشر والتوضیح، الریاض، الطبعہ الاولی ۱۹۹۹، کتاب الادب، باب فی قطع السدر، ح۔ ۵۲۳۹، ص۔ ۷۳۵

[33] ترمذی محمد بن عیسیٰ: جامع ترمذی، دار السلام للنشر والتوضیح، الریاض، الطبعہ الاولی ۱۹۹۹، کتاب البر والصلہ، باب ماجاء فی رحمۃ الناس، ح۔ ۱۹۲۲، ص ۴۴۸

[34] بخاری محمد بن اسماعیل ابو عبد اللہ، الجامع الصحیح بخاری، دار السلام للنشر والتوضیح، الریاض، الطبعہ الثانی ۱۹۹۹، کتاب الانبیاء، باب حدیث الغار، ح۔ ۳۴۸۲، ص۔ ۵۸۷

[35] ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی: دار السلام للنشر والتوضیح، الریاض، الطبعہ الاولی ۱۹۹۹، کتاب الادب، باب فی قتل الذر، ح۔ ۵۲۶۸، ص۔ ۷۳۸

[36] ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی: سنن ابو داؤد، دار السلام للنشر والتوضیح، الریاض، الطبعہ الاولی ۱۹۹۹، کتاب الادب، باب ماجا فی الدیک و البھائم، ح۔ ۵۱۰۱، ص۔ ۷۱۸

[37] پروفیسر محمد یوسف خان، اسلام میں حیوانات کے احکامات، بیت العوام، لاہور، ص۔ ۹۰

[38] احمد بن حنبل؛ مسند الاحمد بن حنبل، مؤسسۃ قرطبہ، القاہرہ، مسند عبد اللہ بن عمر بن خطاب، ج۔ ۲، ص۔ ۱۰۸

[39] ابن خزیمہ محمد بن اسحاق؛ صحیح ابن خزیمہ، المکتب الإسلامي، بیروت، ۱۳۹۰ھ، باب الزجر عن رکوب الجلالۃ من الدواب المرکوبۃ، ج۔ ۴، ص۔ ۱۴۶

[40] ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی: سنن ابو داؤد، دار السلام للنشر والتوضیح، الریاض، الطبعہ الاولی ۱۹۹۹، کتاب الآدب، باب فی قتل الضفدع، ح۔ ۵۲۶۸، ص۔ ۷۳۸

[۴۱] البیہقی أحمد بن الحسین؛ سنن البیہقی الکبریٰ؛ مکتبۃ دار الباز، مکہ المکرمہ، ۱۴۱۴ھ، باب تحریم قتل مالہ روح الا بأن یذبح فیؤکل، ج۔۹، ص۔۸۶

[۴۲] ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی: سنن ابو داؤد، دارالسلام للنشر والتوضیح، الریاض، الطبعہ الاولی ۱۹۹۹، کتاب الآدب، باب فی قتل الذر، ح۔۵۲۶۷، ص۔۷۳۸

[۴۳] سورہ لقمان ۳۱: ۱۹

[۴۴] سورہ بنی اسرائیل ۱۷: ۱۱۰

[۴۵] سورہ الحجرات ۴۹: ۳

[۴۶] سورہ الانفال ۸: ۳۵

[۴۷] ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی: سنن ابو داؤد، دارالسلام للنشر والتوضیح، الریاض، الطبعہ الاولی ۱۹۹۹، کتاب الصلواۃ، باب فی رفع الصوت بالقراءۃ فی الصلواۃ، ح۔۱۳۲۹، س۔۱۹۸

[۴۸] ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی: سنن ابوداؤد، دارالسلام للنشر والتوضیح، الریاض، الطبعہ الاولی ۱۹۹۹، کتاب الوتر، باب استغفار، ح۔۱۵۲۶، ص۔۲۲۵

[۴۹] ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی: سنن ابوداؤد، دارالسلام للنشر والتوضیح، الریاض، الطبعہ الاولی ۱۹۹۹، کتاب الصلواۃ، باب رفع الصوت بالقراۃ فی صلاۃ الیل، ح۔۱۳۲۲، ص۔۱۹۹

[۵۰] سورۃ لقمان ۳۱: ۶

[۵۱] سورہ الغاشیہ ۸۸: ۱۱

[۵۲] سورہ الواقعہ ۵۶: ۲۶